REGD No. L. 5254

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۴۶/۱۱ ۱۲ ر امان ۱۳۳۶ ہش ۱۲ ر مارچ ۱۹۵۷ء نمبر ۶۱

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۱۱ مارچ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمد للہ

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں ؛

ضروری ہے کہ ہمارے تعلیم یافتہ نوجوان صحیح فکر اور صحیح عمل کے اوصاف سے متصف ہوں

اِن اوصاف کی مدد سے وہ آزادی کی اُن توقعات کو پورا کر سکتے ہیں جو ابھی تک کماحقہ پوری نہیں ہو سکیں

تعلیم الاسلام کالج کے جلسہ تقسیم اسناد میں وزیر تعلیم سردار عبد الحمید دستی کا خطبۂ اسناد

ربوہ ۱۰ مارچ۔ مغربی پاکستان کے وزیر تعلیم آنریبل سردار عبد الحمید دستی نے آج صبح تعلیم الاسلام کالج کے جلسہ تقسیم اسناد میں خطبہ اسناد پڑھتے ہوئے قوم کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کو اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ آزادی کی جو توقعات ابھی تک کماحقہ پوری نہیں ہو سکی ہیں ان کو پورا کر دکھانا اب اُنکے ذمہ ہے۔ ان کا یہ اولین فرض ہے کہ وہ فارغ التحصیل ہونے کے بعد جب زندگی کے میدان میں قدم رکھیں۔ تو اپنے آپ کو ایسی صلاحیتوں سے متصف کرنے کی کوشش کریں۔ کہ جن کی مدد سے وہ ان توقعات کو پورا کر سکیں۔ آپ نے فرمایا یہ صلاحیت صحیح فکر اور صحیح عمل کے ذریعہ بآسانی پیدا ہو سکتی ہے۔ اگر وہ عدم فکر کے چکر سے نکل کر صحیح فکر اور صحیح عمل کے اوصاف سے اپنے آپ کو متصف کر لیں گے تو موجودہ مشکلات آناً فاناً ختم ہو جائیں گی اور قوم نے ان سے جو امیدیں اور توقعات وابستہ کر رکھی ہیں انہیں پورا کر دکھانا ان کے لئے آسان ہو جائیگا ؛

خطبۂ اسناد کا آغاز

آغاز کار تلاوت قرآن مجید کے بعد پہلے تقسیم اسناد کی رسم ادا کی گئی۔ جو محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم۔ اے (آکسن) پرنسپل نے ادا فرمائی۔ بعدہ وزیر تعلیم آنریبل سردار عبد الحمید دستی نے حاضرین سے اردو میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا

سب سے پہلے مجھے اس امر کا شکریہ ادا کرنا ہے کہ پرنسپل صاحب نے مجھے اس تقریب میں شمولیت کی دعوت دیکر میرے لئے یہ موقعہ بہم پہنچایا ہے کہ میں ان کے اس تعلیمی ادارے کو دیکھ سکوں۔ جیسا کہ پرنسپل صاحب کو علم ہے۔ مجھے ان کی یہ دعوت قبول کرنے میں قدرے تامل تھا۔ اس تامل کی ایک وجہ تو اسمبلی (کے بجٹ سیشن) کی مصروفیات تھیں۔ ہرچند کہ اس تقریب سے متعلق مصروفیت اپنی ذات میں بہت اہم ہے۔ اور میری اپنی نگاہ میں بھی اس مصروفیت کی اہمیت مسلّم ہے۔ تاہم آجکل کے پراگندہ ماحول میں اس مصروفیت کو اس انادیت اور اہمیت کا حامل نہیں سمجھا جاتا ہے۔ جس کی فی الحقیقت یہ حامل ہے۔ بہرحال اسمبلی کی مصروفیات اس دعوت کو قبول کرنے میں ایک حد تک مانع تھیں۔

میرے تامل کی دوسری وجہ یہ تھی کہ غالباً اس مصروفیت کے عالم میں میں اس فرض کی کماحقہ ادائیگی سے قاصر رہوں جس کی ادائیگی کے لئے مجھے مدعو کیا گیا ہے۔ بالخصوص یہ ادارہ اور پھر اس ادارے کی یہ مجلس ایسے ماحول میں قائم کی جا رہی ہے۔ جہاں دانشوروں کا قیام اور ان کی بکثرت آمد و رفت رہتی ہے۔ اس لئے مجھے گمان تھا کہ ممکن ہی نہیں بلکہ اغلب ہے کہ میں ایسے اہم موقعہ پر وہ چیز پیش نہ کر سکوں جو مجھ سے بہتر اصحاب پیش کر سکتے ہیں۔ بہرحال جناب پرنسپل صاحب کا اصرار اور اس ادارہ کو دیکھنے کی میری اپنی خواہش دونوں کامیابی سے ہمکنار رہے۔ اور میں حاضر ہو گیا۔

آزادی کا صحیح مفہوم

خطبہ جاری رکھتے ہوئے آنریبل وزیر تعلیم نے فرمایا۔ اب مجھے ان طلباء کو مبارک باد دینی ہے جنہوں نے تعلیم کا آغاز غلامی کے دور میں کیا اور وہ آزادی کے ماحول میں فارغ التحصیل ہو کر اس قابل ہوئے کہ زندگی کی دوڑ میں شامل ہو سکیں۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس وقت کی ذمہ داریاں غلامی کے دور کی ذمہ داریاں تھیں۔ لیکن آج کی ذمہ داریاں آزادی کے ماحول کی وجہ سے اُس وقت کی ذمہ داریوں سے بہت مختلف ہیں۔ آج کی ذمہ داریوں کی اہمیت اُس وقت کی ذمہ داریوں سے بہت زیادہ ہے۔ اور یہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے اول الذکر کے مقابلہ میں بہت ارفع و اعلیٰ ہیں۔ اِن ذمہ داریوں کی کماحقہ ادائیگی کے لئے آزادی کے تخیل کو اس کے صحیح معنوں میں سمجھنا اور اسے اپنے ذہن میں مستحضر کرنا از حد ضروری ہے۔ آزادی کا تخیل محض آزادیٔ فکر آزادیٔ رائے اور آزادیٔ عمل پر مشتمل نہیں ہے۔ آزادی کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ آپ کے جی میں جو کچھ آئے کر گزریں۔ آزادی کا حقیقی مفہوم یہ ہے کہ ہم اپنی قوتِ فکر کو صحیح طور پر کام میں لائیں

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

تقسیم اسناد و انعامات کی سادہ اور مؤثر تقریب

مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۵۷ء بروز اتوار تعلیم الاسلام کالج میں تقسیم اسناد و تقسیم انعامات کی رسم کالج کے نو تعمیر شدہ وسیع و عریض ہال میں خالص اسلامی طریق کے مطابق نہایت سادہ اور پُر وقار طریق پر ادا کی گئی۔ ان تقریبات میں وزیر تعلیم آنریبل سردار عبد الحمید خان دستی نے بھی شرکت فرمائی ؛

دس بجے صبح تک جب تمام معزز مہمان اپنی اپنی کرسیوں پر رونق افروز ہو چکے تو سوا دس بجے اساتذہ کالج جلوس کی صورت میں محترم سردار عبد الحمید خان صاحب دستی وزیر تعلیم مغربی پاکستان کی معیت میں غربی جانب سے ہال میں داخل ہو کر اسٹیج کی مقررہ نشستوں پر بیٹھے۔ آنریبل وزیر تعلیم کے مسند آراء ہونے پر پرنسپل محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم۔ اے (آکسن) نے جلسۂ تقسیم اسناد کی کارروائی شروع کرنے کی ہدایت فرمائی چنانچہ کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے کیا گیا جو محمد احمد صاحب انور حیدرآبادی نے کی

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۵۷ء

فہم و فکر کی ضرورت

اہلِ حدیث کے ہفت روزہ الاعتصام مورخہ ۸ مارچ ۱۹۵۷ء میں پہلے صفحہ پر "شیعہ اہلِ فکر سے" کے زیر عنوان ایک مفید اور عاقلانہ مضمون شائع ہوا ہے۔ اگرچہ مضمون کا ایک حصہ جو شیعہ مذہب کی تنقید سے تعلق رکھتا ہے۔ غیر متعلقہ ہی نہیں بلکہ مضمون کی افادیت کو کم کرتا ہے۔ پھر بھی یہ بسا غنیمت ہے۔ کہ ہمارے اہلِ علم حضرات کا یہ طبقہ بھی ان باتوں کو محسوس کرنے لگا ہے۔ جن پر ہم شروع ہی سے زور دیتے چلے آئے ہیں۔ اور جب تک حالات درست نہ ہوں۔ زور دیتے چلے جائیں گے۔ ہمیں خوشی ہے۔ کہ اگرچہ پوری طرح نہ سہی۔ یہ طبقہ سوچنے اور سمجھنے کی کوشش کرنے لگا ہے۔ اس سے ہمیں توقع ہوتی ہے۔ کہ کسی نہ کسی دن ہمارے اہلِ علم حضرات کو پوری طرح ان باتوں کا احساس ہو جائے گا۔ اور وہ ملک و قوم کے لئے واقعی ایک عظیم سرمایہ ثابت ہوں گے۔

الاعتصام لکھتا ہے:۔

"شیعہ فرقہ پاکستان کے مذہبی فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے۔ اصولی طور سے پاکستان میں اس فرقہ کو اتنی ہی آزادی حاصل ہونا چاہیئے۔ جتنی کہ کسی دوسری جماعت اور فرقہ کو ہو سکتی ہے۔ ان کو اپنے مسلک و مذہب کی تبلیغ و اشاعت کا بھی حق حاصل ہونا چاہیئے۔ کیونکہ پاکستان کے قیام میں ان کی کوششوں اور قربانیوں کا بھی حصہ ہے۔

یہ خیال کہ شیعوں کا بھی قیام پاکستان کی جدوجہد میں حصہ ہے۔ اور انہوں نے بھی قربانیاں کی ہیں۔ بذاتِ خود ایک مستحسن خیال ہے۔ اور اس وجہ سے پاکستان میں ان کے حقوق کا خیال رکھنے کا خیال بھی کوئی بُرا خیال نہیں۔ لیکن مذہبی آزادی کا یہ تصور محدود ہے: بہت سے ایسے لوگ جو اپنے آپ کو اہلِ سنت کہتے ہیں۔ پاکستان کی جدوجہد میں نہ صرف یہ کہ انہوں نے کوئی حصہ نہیں لیا تھا۔ بلکہ برملا مخالفت کی تھی۔ اور بعض تو شاید اب بھی دشمنانِ پاکستان کو مدد دے رہے ہوں گے۔ لیکن وہ لوگ جنہوں نے پاکستان کی جدوجہد میں حصہ نہیں لیا تھا۔ بلکہ مخالفت کی تھی۔ ان میں سے اکثر اب بظاہر پاکستان کو غنیمت سمجھتے ہیں۔ اور اس کے خیر خواہ ہیں۔ اس لئے محض اسی وجہ سے کہ بعض لوگوں نے کوئی قربانی نہیں کی تھی۔ مذہبی آزادی کے لحاظ سے ان کے حقوق پر کوئی اثر نہیں پڑنا چاہیئے۔ اصل سوال عقائد کا ہے نہ کہ کردار کا۔ اصول یہ ہونا چاہیئے۔ کہ ہر عقیدہ کے آدمی یا جماعت کو آزادیٔ ضمیر کے وہ تمام حقوق بلاکم و کاست اور بلا تفریق حاصل ہیں۔ جو دستورِ پاکستان ان کو دیتا ہے۔ اور جو شخص خواہ اس کا عقیدہ کوئی بھی ہو۔ پاکستان کا وفادار نہیں۔ اس کے ساتھ دستور کے مطابق سلوک ہونا چاہیئے۔

الاعتصام نے یہ بھی بڑی دانشمندانہ باتیں کہی ہیں۔ اور ہم ان کی تائید کرتے ہیں کہ

"لیکن یہ دیکھ لینا نہایت ضروری ہے۔ کہ ان کی سعی و کوشش اور عمل و حرکت سے پاکستان کی وحدت و سالمیت کو تو نقصان نہیں پہنچتا۔ اور آزادیٔ رائے سے یہ کوئی ناجائز فائدہ تو نہیں اٹھا رہے ہیں۔ یہ ہم نے اس لئے عرض کیا ہے۔ کہ گذشتہ کچھ عرصہ سے شیعہ حضرات نے اپنے مذہب کی تبلیغ و اشاعت کا جو ڈھنگ اختیار کر رکھا ہے۔ اس سے پاکستان کی بہت بڑی اکثریت یعنی سنیوں کے جذبات کو ٹھیس لگتی ہے۔ اور اس طرح پاکستان کی پُرامن فضا میں فرقہ دارانہ آب و ہوا کے پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

مذہبی رواداری اور مملکتی نزاکتوں کا تقاضا یہ ہے۔ کہ شیعہ حضرات کو اپنے رسوم و عقائد کی تبلیغ و اشاعت کرتے وقت سنیوں کے جذبات و احساسات کا بہرحال خیال رکھنا چاہیئے۔ یہ تبرّہ بازی۔ صحابہؓ پر سبّ و شتم۔ اور خلفاء ثلاثہ کی تنقیص کا منفی انداز کسی صورت میں بھی قابلِ تائید نہیں ہو سکتا .... یہ انداز جو شیعہ حضرات نے اختیار فرمایا ہے۔ مفید ہونے اور مذہب کی تبلیغ و اشاعت کے دائروں کو وسعت دینے کے بجائے اُلٹا مضر ثابت ہوگا۔ اس سے سنّی سوادِ اعظم کے احساسات کو بھی چوٹ لگے گی۔ اور شیعہ مسلک کی بھی کوئی ٹھوس خدمت نہیں ہوگی۔ پاکستان اس وقت جن حالات سے دوچار ہے۔ ان کا تقاضا یہ ہے۔ کہ یہاں اتفاق و اتحاد کی فضا پیدا کی جائے۔ اور اختلاف کے حدود کو سمیٹنے کی کوشش کی جائے۔"

کسی مذہبی فرقہ کو اس خیال سے کہ اس نے قیام پاکستان کے لئے قربانیاں کی ہیں۔ ناجائز فائدہ اٹھانے کا حق نہیں۔ یعنی اس کو یہ حق نہیں کہ مذہبی آزادی کے جو حدود ہیں۔ ان سے تجاوز کرے۔ اور اپنی قربانیوں کے زعم میں ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے۔ اور سمجھ لے۔ کہ جس طرح چاہیں اظہارِ عقیدہ اور تبلیغ کر سکتے ہیں۔ خواہ دوسروں کے احساسات کتنے ہی مجروح کیوں نہ ہوں۔ جہاں تک اظہارِ عقیدہ اور تبلیغ و اشاعت کا تعلق ہے۔ ہر ایک پاکستانی کو یکساں حق حاصل ہے۔ لیکن اس کو یہ حق نہیں ہے۔ کہ وہ دوسروں کو چڑانے یا دوسروں پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے کوئی حرکت کرے۔ اخلاص کی حد تک اپنے عقیدہ کا اظہار بے شک جائز ہے۔ اس پر کوئی قدغن نہیں ہونا چاہیئے۔ خواہ وہ دوسروں کے عقائد کے کتنا ہی خلاف ہو۔ اور جو لوگ دوسروں کے اظہارِ عقیدہ کو محض اس لئے برداشت نہیں کر سکتے۔ کہ وہ ان سے متفق نہیں اصل میں ذہنی مریض ہیں۔ اور یا پھر وہ عمداً ملک میں فساد برپا کرنا چاہتے ہیں۔ اور ذرا ذرا سی بات کو لے کر اس کا بتنگڑ بناتے ہیں۔ اور سیدھی بات کو الٹ پھیر کر کے ایسا رنگ دیتے ہیں۔ کہ جس سے مخالف مشتعل ہوں۔ افترا اور بہتان تک جائز سمجھتے ہیں۔ کسی مسئلہ پر علمی مذاکرہ ایک الگ چیز ہے۔ لیکن یہ لوگ اسلام خطرہ میں اور فلاں چیز خطرہ میں۔ توہین اکابر وغیرہ کا شور مچا دیتے ہیں۔ اور بھولے بھالے لوگوں کو بھڑکا کر فساد فی الارض کا باعث بنتے ہیں۔

شیعہ۔ سُنّی۔ دیوبندی۔ بریلوی وغیرہ فرقوں کے تعلق میں بعض وقت واقعی نہایت نازک مواقع پیدا ہو سکتے ہیں۔ ایسے مواقع کو خراب صورت اختیار کرنے سے روکنا حکومت کے علاوہ ہمارے اہلِ علم حضرات کا کام ہے۔ اگر اہلِ علم حضرات تحمل و برداشت سے کام لیں۔ تو ایسے مواقع کم سے کم کئے جا سکتے ہیں۔ ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ اس وقت تک نہ صرف یہ کہ بعض لوگ توازن قائم رکھنے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ اکثر ایسے مواقع کو نازک سے نازک تر بنانے سے بھی نہیں چوکتے۔ بلکہ اشتعال انگیزی اور نعرہ بازی کے ذریعہ عوام کے جذبات کو شعلہ ناک کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

جو باتیں الاعتصام نے شیعہ حضرات کے غور و فکر کے لئے پیش کی ہیں۔ یہ شیعوں کے ساتھ ہی مخصوص نہیں ہیں۔ بلکہ تمام فرقوں کے اکابر کو ان پر غور و فکر کرنا چاہیئے۔ اور شیعہ کی جگہ اپنے فرقہ کا خیال رکھیں چنانچہ الاعتصام آخر میں لکھتا ہے:۔

"ہمیں معلوم ہے۔ کہ شیعہ حضرات میں ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو وقت کے تقاضوں کو اچھی طرح سمجھتے اور حالات کے تیوروں کو پہچانتے ہیں۔ مختلف سیاسی اور انقلابی تحریکوں میں کام کرنے کی وجہ سے ان کے فہم و فکر میں روشنی اور جلا پیدا ہو گئی ہے۔ ہم پیشہ ور تبرا باز شیعہ حضرات سے نہیں بلکہ ان اہلِ خرد شیعہ بزرگوں کی خدمت میں عرض کریں گے۔ کہ وہ حالات کی نبض پر ہاتھ رکھیں۔ اور اس کی رفتار کا جائزہ لیں۔ اور پھر یہ تحریک کریں کہ شیعہ حضرات اپنے فہم و فکر کے موجودہ سانچے کو بدلنے کی کوشش کریں۔ اور لوگوں پر کفر و نفاق کے فتوے صادر کرنے کے بجائے اپنے اعمال کا محاسبہ کریں۔ ان کا موجودہ کردار اتنا ناقص ہے۔ کہ نہ یہ شیعہ مسلک کی خدمت کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ اور نہ محبت اہلِ بیت کا ضامن۔"

ہمیں امید ہے۔ کہ اہلِ حدیث کے اکابر خود بھی الاعتصام کی نصیحت پر عمل کریں گے۔ اور کم سے کم اور نہیں تو احراریوں اور دوسرے شورش پسند لوگوں کے ساتھ مل کر کوئی اقدام نہیں کریں گے۔ اور نہ صرف ایسی تخریبی باتوں میں خود حصہ نہیں لیں گے۔ بلکہ اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے دوسروں کو بھی راہِ راست پر لانے کی سعی فرمائیں گے۔

درخواست دعا

جامعۃ المبشرین کے بزرگ پروفیسر جناب مولوی عطاء محمد صاحب کھاگل پوری ایم اے ان دنوں بہت بیمار ہیں۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ ان کی شفایابی کے لئے دعا فرمائیں۔ وہ ایک نافع اور بہترین نمونہ کے استاد ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت دے۔ آمین۔

خاکسار ابوالعطاء جالندھری

جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ ۱۹۵۶ء میں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا احباب جماعت سے خطاب

ربوہ کی آبادی ۔ خدام الاحمدیہ کے علم انعامی اور بعض متفرق امور کا ذکر

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ذات کے متعلق نامناسب الفاظ شائع کرنے والی فرم نے معافی مانگ لی

فرمودہ ۲۸ دسمبر ۱۹۵۶ء بمقام ربوہ

(قسط ۱)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۸ دسمبر ۱۹۵۶ء کو "سیر روحانی" کے اہم موضوع پر اپنی معرکۃ الآراء تقریر شروع کرنے سے قبل بعض متفرق امور کی طرف احباب جماعت کو توجہ دلائی تھی ۔ چونکہ ان امور کا احباب تک جلد پہنچنا ضروری ہے ۔ اس لئے صیغہ زود نویسی حضور کی اس تقریر کا ابتدائی حصہ افادۂ احباب کے لئے اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے ۔ حضور کی علمی تقریر انشاء اللہ علیحدہ کتابی صورت میں شائع کی جائے گی ۔

(خاکسار محمد یعقوب مولوی فاضل انچارج شعبہ زود نویسی)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

تقریر سے پہلے میں کچھ اعلانات کرنا چاہتا ہوں ۔ ایک تو یہ ہے ۔ کہ ربوہ میں ہم نے

ایک ہزار ایکڑ زمین

خریدی تھی ۔ جو اس کی آبادی کے لئے اس طرح فروخت کی گئی ۔ کہ اس میں دو حصے صدر انجمن احمدیہ کے تھے ۔ اور ایک حصہ تحریک جدید کا تھا ۔ اور اس طرح ان دونوں صیغوں کے کام چلے ۔ ورنہ ربوہ میں نہ کالج بن سکتے ۔ نہ سکول بن سکتے ، نہ یہ دفاتر بن سکتے ۔ نہ یہ عمارتیں بن سکتیں ۔ گویا روپیہ تو آپ لوگوں نے ہی دیا ۔ مگر زمین لے کر دیا ۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت سے مکان بن چکے ہیں ۔ اور اب جماعت کے لوگ پریشان ہیں ۔ کہ انہیں اور زمین نہیں ملتی ۔ میں نے احتیاطاً یہ سمجھتے ہوئے کہ

یہ اللہ تعالیٰ کا کام

ہے ۔ بندے جو بھی انتظام کریں گے ۔ وہ تھوڑا ہی ہوگا ۔ اس لئے زمین بہر حال بک جائیگی ۔ اور آخر اور ضرورت پیش آئیگی ۔ ربوہ کے ساتھ سرحد پر ملتی ہوئی زمینیں خریدنے کے لئے ناظم جائیداد کو حکم دیا تھا ۔ چنانچہ انہوں نے ایک کافی مقدار میں سکنی زمین کنالوں کی صورت میں خرید لی ۔ تقریباً دو ہزار مرلے میں نے بھی خریدی لیکن میں نے یہ حکم دیا ہوا تھا ۔ کہ چونکہ یہاں سلسلہ کا کام ہونا ہے ۔ اسلئے افراد کو خریدنے کی اجازت نہیں سوائے اس صورت کے کہ وہ انجمن سے اجازت لیں اور انجمن سے وعدہ کریں کہ اگر انہوں نے اسے سکنی زمین کرکے بیچا تو جس قیمت پر زمین خریدی ہے اور جس پر بیچی ہے اس کے درمیان میں جتنی رقم آئے اس سے آدھی رقم وہ سلسلہ کو دیں گے اور میں نے بھی اسی شرط سے زمین خریدی ہے جب وہ بکے گی تو جو رقم آئے گی جس قیمت پر میں نے اسکو خریدا ہے ۔ اس کے اور فروخت کے درمیان جو فاصلہ ہوگا اس کی آدھی رقم میں سلسلہ کو اس کے کاموں کے لئے دوں گا اب

مجھے رپورٹ پہنچی ہے

کہ جو زمین خریدی گئی تھی وہ ختم ہو گئی ہے صرف پندرہ کنال باقی ہے ۔ اسلئے جو نئی زمین ہے اس کے بیچنے کی اجازت دی جائے ۔ چنانچہ میں نے اجازت دے دی ہے کہ فی الحال سو کنال وہ بیچ دیں اور سو کنال چار سو روپے کنال پر بیچیں ۔ پس جو دوست لینا چاہتے ہیں وہ دیکھ لیں ۔ پیچھے یہ حالت ہوتی ہے کہ آج تک لوگ میرے پاس آتے ہیں اور حسرت سے کہتے ہیں ۔ کہ پہلے جب سو روپیہ کنال تھی تو ہم نے نہ لی اس وقت اگر ہم بیس پچیس کنال خرید لیتے تو ہماری کوٹھیاں بن جاتیں ۔ میں نے کہا تم نے خدا پر اتنا توکل نہیں کیا ۔ اس لئے نہیں لی ۔ تو اب جو چاہیں سو کنال تک لے سکتے ہیں ۔ پھر بعد میں شکوہ نہ پیدا ہو پہلے بھی میں نے سو کنال کہی تھی اور اس کے لئے ایک تاریخ مقرر کی تھی اس کا مطلب یہ تھا کہ سو کنال اس تاریخ تک ۔ یہ مطلب نہیں تھا کہ اس تاریخ تک سو کنال اگر بک جائے تب بھی یہی قیمت لی جائے گی ۔ اب بھی یہ ہوگا کہ دو مہینے کی ہم مہلت دیں گے لیکن اگر دو مہینے کے اندر اندر سو کنال بک گئی تو اس کے بعد وہ رعایت ختم ہو جائے گی ہم دو مہینے کا لفظ نہیں سنیں گے ۔ دو مہینے صرف اس میعاد کے لئے رکھے ہیں کہ اگر سو کنال نہ بکے تب بھی ہم کچھ زمین دو مہینے کے بعد دے دیں گے ۔ اور قیمت چاہیں تو بڑھا دیں گے ۔ لیکن دو مہینے تک سو کنال تک کی

قیمت صرف چار سو روپیہ کنال رہیگی

اگر دو مہینے کے اندر سو کنال بک گئی ۔ اور کوئی اور گاہک آئے تو پھر بیچنے والوں کو حق ہوگا کہ وہ چار سو کی بجائے پانچ سو چھ سو سات سو یا آٹھ سو وصول کریں ۔ تو اب دو مہینے تک سو کنال زمین خریدنے کا آپ لوگوں کو حق ہے ۔ میں نے اپنی زمین ابھی روکی ہوئی ہے تاکہ انجمن کی کچھ زمین بک جائے اور ان کا قدم جم جائے ۔ اور عمارت کا رخ ادھر ہو جائے ۔ جب تک انجمن کی زمین بک نہ جائے ۔ اس وقت تک میں اپنی زمین فروخت نہیں کروں گا ۔ پس اس وقت جو دوست لینا چاہیں ۔ وہ محلہ دار الیمن (الف) میں بھی لے سکتے ہیں ۔ اس میں پندرہ کنال ابھی باقی ہے ۔ مگر اس کی قیمت زیادہ ہے ۔ اس کی قیمت ۵۶۲/۸/۰ ہے ۔ لیکن آئندہ جو زمین ہوگی ۔ اور جو کالج کی طرف ہے یعنی کالج سے ذرا پرے ہے ۔ وہ زمین سو کنال تک چار سو روپیہ فی کنال فروخت کریں گے ۔

جو دوست اس سے فائدہ اٹھانا چاہیں

وہ دفتر میں جا کر اپنے لئے کوئی ٹکڑہ ریزرو کرلیں ۔ کچھ دنوں کی مہلت تو وہ آخر دیں گے ہی مگر پہلے کی طرح نہیں ہوگا ۔ پہلے یہ تھا ۔ کہ لوگوں نے قیمتیں بھی قسطوار دیں اور پھر مکان بھی نہ بنائے اور لمبا کرتے چلے گئے ۔ اب کے جو زمین لے گا یا تو مدت مقررہ کے اندر جو تین مہینے کی ہوگی یا چھ مہینے کی ہوگی ۔ وہ مکان بنائے گا یا آگے انجمن کی اجازت سے کسی اچھے آدمی کے پاس فروخت کر دے گا ۔ بیدونوں کی اجازت ہے یہ بھی اجازت ہے کہ مثلاً اگر کسی کے پاس کچھ روپیہ ہو ۔ فرض کرو چار ہزار روپیہ ہے تو دس کنال خرید لے اور پھر اور چھ مہینے سال کے بعد جب اس کی قیمت سات سو یا آٹھ سو ہو جائے تو بیچ دے اسے قریباً دوگنا روپیہ مل جائے گا ۔ دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ

علم انعامی

جو ہر سال خدام الاحمدیہ کو ملا کرتا ہے ۔ اس کے لحاظ سے اس دفعہ اول انعام حاصل کرنے والی مجلس خدام الاحمدیہ کراچی ہے ۔

قائد کراچی آئیں

اور سارٹیفکیٹ مجھ سے لے لیں۔ اس کے بعد علم انہیں دفتر سے مل جائیگا۔ دوسرے نمبر پر شہری مجالس میں سے

کوئٹہ رہا ہے

میں نے فرق کر دیا تھا۔ کہ شہری الگ رہیں اور دیہاتی الگ رہیں۔ جیسے کل امتحان میں فرق کر دیا ہے۔ کہ ۲۵ سال سے اوپر کی عورتوں اور مردوں کا الگ امتحان ہوگا۔ اور ۲۵ سال سے نیچے کی عورتوں اور لڑکوں کا الگ امتحان ہوگا۔ دیہاتی مجالس میں سے کرنڈی ضلع خیرپور ڈویژن کی انجمن خدام میں فسٹ رہی ہے۔ سو ان کے قائد آئیں۔ اور سارٹیفکیٹ مجھ سے لے لیں۔

غرض شہری مجالس میں سے

اول کراچی رہی ہے

اور دوم کوئٹہ رہا ہے۔ اور دیہات میں سے اول مجلس خدام الاحمدیہ کرنڈی رہی ہے۔ اور دوم کے متعلق کہتے ہیں۔ کہ اس سال کوئی انعام مقرر نہیں کیا گیا۔ آئندہ سال شروع ہوگا۔

میرا کل کا مضمون کچھ مہاجالی سا تھا۔ ایک لمبی تاریخ بیان کرنی تھی۔ جس میں سینکڑوں واقعات تھے۔ اور سینکڑوں شہادتیں تھیں۔ اس لئے باوجود اس کے کہ کئی دن ذہن میں میں انہیں دہراتا رہا۔ پھر بھی بیان کرتے وقت بہت سی باتیں ذہن سے نکل گئیں۔

ایک بات جو کل میں کہنی چاہتا تھا اور جو خوشی کی خبر ہے۔ مگر میں بھول گیا۔ وہ یہ ہے۔ کہ ہندوستان میں ایک کتاب امریکن کتاب کا ترجمہ کر کے شائع کی گئی تھی۔ اور اس کا ترجمہ کرنے والے بھارت کے ایک صوبہ کے گورنر مسٹر منشی بمبئی والے تھے۔ اس میں کچھ نامناسب الفاظ تھے۔ مسلمانوں نے سمجھا۔ کہ اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہتک کی گئی ہے۔ چنانچہ وہاں اتنی شورش ہوئی۔ اور اتنا فساد ہوا۔ کہ سینکڑوں مسلمان مارے گئے۔ اور ہزاروں جیل خانوں میں گئے۔ آج تک وہ مقدمے چل رہے ہیں۔ اور آج تک مسلمان گرفتاریوں کی سزا بھگت رہے ہیں۔ اُدھر کی شورش کو دیکھ کر جبکہ گورنمنٹ نے اُدھر توجہ نہ کی۔ تو پاکستان گورنمنٹ نے اس کتاب کو ضبط کر لیا۔ گو اس کے بعد ہندوستانی گورنمنٹ نے بھی وہ کتاب ضبط کر لی۔

میں نے اس پر خطبہ پڑھا۔ اور کہا کہ یہ ضبط کرنے والا طریق ٹھیک نہیں۔ تب تو ان لوگوں کے دلوں میں شبہ پیدا ہوگا۔ کہ ہماری باتوں کا جواب کوئی نہیں۔ واقعہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایسے ہی ہوں گے۔ تبھی کتاب ضبط کرتے ہیں۔ اس کا جواب نہیں دیتے۔ اصل طریق یہ تھا۔ کہ اس کا جواب دیا جاتا۔ اور امریکہ اور ہندوستان میں شائع کرایا جاتا۔

میرے اس خطبہ کے بعد

ہندوستان سے خصوصاً بمبئی سے رپورٹ آئی۔ کہ ترجمہ کرانے کی ضرورت نہیں۔ یہاں زیادہ تر انگریزی پڑھے ہوئے لوگوں میں اس کا چرچا ہے۔ اس لئے جو انگریزی کتاب امریکہ کے لئے چھپے۔ وہی ہندوستان میں بھیج دی جائے۔ اور وہ انگریزی دان طبقہ میں تقسیم کی جائے۔ اگر ضرورت سمجھی جائے۔ تو بعد میں اس کا اردو ترجمہ بھی ہو جائے۔ چودھری ظفر اللہ خاں صاحب اب امریکہ سے آئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ میں نے کتاب پڑھی ہے اس کے متعلق کئی غلط فہمیاں ہیں۔ وہ کتاب درحقیقت ایک تحقیقی رنگ میں لکھی ہوئی کتاب ہے۔ وہ شخص اسلام کا دشمن نہیں ہے۔ اس لئے جو میری تجویز تھی۔ کہ اس کا تحقیقی جواب بھی دیا جائے۔ اور پھر الزامی جواب بھی دیا جائے۔ عیسائیوں کو بھی اور ہندوؤں کو بھی۔ ان کی رائے یہ ہے۔ کہ نرمی کے ساتھ

تحقیقی جواب دیا جائے

لیکن الزامی جواب نہ دیا جائے۔ کیونکہ لکھنے والے کے دل کی بدنیتی کوئی نہ تھی۔ اور چونکہ ہندوستان میں بھی دوستوں نے کہا ہے۔ کہ اردو کی ضرورت نہیں۔ انگریزی کی ہے۔ اس لئے ایک ہی کتاب کافی ہو جائے گی۔ جس میں تحقیقی جواب ہوں گے۔ تحقیقی جواب جیسے عیسائیوں کے لئے کافی ہوتے ہیں۔ اسی طرح ہندوؤں کے لئے۔ اسی طرح زرتشتیوں کے لئے اور اسی طرح یہودیوں کے لئے بھی کافی ہوتے ہیں۔ پس تحقیقی جواب کے ساتھ وہ کتاب شائع ہوگی۔ اور مجھے اطلاع آ چکی ہے۔ کہ وہ لکھی جا چکی ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کا

ہمارے ساتھ وہی معاملہ ہے

جو ایک بڈھے ایرانی کے ساتھ ہوا تھا۔ ایک بڈھا ایرانی ایک دفعہ ایک درخت لگا رہا تھا۔ ساٹھ سال میں کہیں جا کے وہ پھل دیتا تھا۔ بادشاہ وہاں سے گذرا۔ بادشاہ نے اس کو درخت لگاتے جو دیکھا تو کہا۔ اس بڈھے کو بلاؤ۔ جب وہ بڈھا پاس آیا۔ تو کہا میاں بڈھے۔ تم یہ درخت لگا رہے ہو۔ پتہ ہے یہ ساٹھ سال کے بعد پھل دیتا ہے۔ تم تو اس وقت تک مر جاؤ گے۔ تمہیں اس درخت کے لگانے کی کیا ضرورت ہے۔ بڈھے نے کہا بادشاہ سلامت۔ آپ بھی عجیب ہیں۔ میرے باپ دادا بھی اگر یہی سوچتے۔ تو میں کہاں سے پھل کھاتا۔ میرے باپ دادوں نے درخت لگایا۔ تو میں نے پھل کھایا۔ میں لگاؤں گا۔ تو میرے پوتے پڑپوتے کھائیں گے۔

بادشاہ کو بات پسند آگئی

اس نے کہا زہ۔ بادشاہ نے وزیر خزانہ کو حکم دیا ہوا تھا۔ کہ جب میں کسی بات پر زہ کہوں۔ تو فوراً تین ہزار اشرفی کی تھیلی اس کے آگے رکھ دیا کرو۔ بادشاہ نے کہا زہ۔ وزیر نے فوراً تین ہزار کی تھیلی اس کے آگے رکھ دی۔ جب اس کے آگے تین ہزار اشرفی کی تھیلی رکھی گئی۔ تو اس نے کہا۔ بادشاہ سلامت۔ اب بتائیے آپ تو کہتے تھے کہ تو ساٹھ سال کے بعد کہاں پھل کھائے گا۔ چھوٹے چھوٹے درخت ہوں۔ تو وہ بھی اگر جلدی پھل دینے والے ہوں۔ تو کم سے کم چار پانچ سال کے بعد پھل دیتے ہیں۔ مگر مجھے تو دیکھئے

ایک منٹ کے اندر پھل مل گیا

بادشاہ کو یہ بات اور بھی پسند آئی۔ اور اس نے پھر کہا زہ۔ اور وزیر خزانہ نے پھر

تین ہزار کی تھیلی

اس کے سامنے رکھ دی۔ جب وہ دوسری تھیلی رکھی گئی۔ تو کہنے لگا۔ بادشاہ سلامت دیکھئے۔ آپ کی کتنی غلطی تھی۔ آپ کہہ رہے تھے۔ کہ

ساٹھ سال کے بعد

اس نے پھل دینا ہے۔ اور اس وقت تک تو بچے گا کہاں۔ مگر دیکھئے۔ لوگوں کو تو سال میں ایک دفعہ پھل ملتا ہے۔ اور میرے درخت نے ایک منٹ میں دو دفعہ پھل دے دیئے۔ بادشاہ نے کہا زہ۔ وزیر نے پھر تیسری تھیلی رکھ دی۔ بادشاہ کہنے لگا۔ کہ چلو ورنہ یہ بڈھا خزانہ لوٹ لیگا۔

تو اللہ تعالیٰ کا بھی ہمارے ساتھ ایسا ہی معاملہ ہوتا ہے۔ ہندوستانی گورنمنٹ نے وہ کتاب ضبط کی اور ہندوستانیوں میں یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ شاید

محمد رسول اللہؐ کی ذات

کمزور ہے۔ ان پر ایک امریکن نے حملہ کیا۔ اور مسلمان جواب نہیں دے سکے۔ آخر شور مچایا۔ اور گورنمنٹ کو کتاب ضبط کرنی پڑی۔ اِدھر پاکستان گورنمنٹ نے کتاب ضبط کی۔ پاکستان کے عیسائی بڑے خوش ہوئے۔ پاکستان کے ہندو خوش ہوئے کہ دیکھو محمد رسول اللہؐ کی ذات کمزور ہے۔ ان کے

حملوں کا جواب

کوئی نہیں۔ کتاب ضبط کر کے جواب دے رہے ہیں۔ لیکن جو میں نے تدبیر کی تھی۔ وہ ایسی کارگر نکلی۔ کہ ہماری کتاب ابھی چھپی نہیں۔ اور کتاب کو چھاپنے والی فرم کا

معافی نامہ

پہلے آگیا ہے۔ اور وہ یہ ہے:۔

Henry and Dana Thomas c/o Hanover House Publishers
575 Madison Avenue
New York, N.Y.
December 6, 1956.

We have just received your letter from our publishers. With regard to the statements made about the Prophet Mohammed in the Living Biographies of Religious Leaders, we were terribly shocked and saddened that there have been misunderstanding of our attitude and feeling about Mohammed. We have always believed that the teachings of

The Prophet are one of the world's basic manifestations of democracy and that the tenets of the Moslem Faith are a direct Progenitor of the Philosophy of Abraham Lincoln.
Despite the fact that the book was written fifteen years ago under the direction of a book editor who conceived of the Project as a Humanized, romanticized approach to biography for a westernized audience we have not had the slightest intention of detracting from the Philosophical stature of Mohammed and that is why we have been so distressed over any misunderstanding that might have arisen.

We wish you Godspeed on your new work on the Prophet Mohammed and if you mention our book would you please convey to your readers how saddened we have been over any adverse reaction and would you convey that we are the last people in the world who are critical of the very great contributions of the Moslem Faith.

Sincerely,
(Signed)
Henry and Dana Thomas

اس کا ترجمہ یہ ہے

منجانب (مسٹر) ہنری تھامس و (مسز) ڈانا تھامس معرفت ہینوورھاوس پبلشرز ۵۷۵ میڈیسن ایونیو ۔ نیویارک ۱۶ دسمبر ۱۹۵۶ء

ہمیں اپنی کتاب کے ناشرین کی معرفت آپ کا خط ملا (یعنی ہمارے مبلغ کا) نبی اکرم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق کتاب "مذہبی راہنماؤں کی سوانحعمریاں" میں ہمارے مضمون کے متعلق عرض ہے کہ یہ معلوم کرکے کہ نبی اکرم کے متعلق ہمارے انداز تحریر و احساسات کے متعلق بعض غلط فہمیاں پیدا ہوئی ہیں۔ ہمیں بہت رنج اور افسوس ہوا۔ ہمارا ہمیشہ سے یہ اعتقاد رہا ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم دنیا میں

جمہوریت کی بنیادی مظہر ہے

اور کہ مذہب اسلام کے اصول امریکی سابق پریذیڈنٹ (جس کو وہ قریباً نبیوں کی طرح سمجھتے ہیں) ابراہیم لنکن کی فلاسفی کا براہ راست منبع و ماخذ ہیں۔ (یعنی ہم ابراہیم لنکن کو دنیا لیڈر سمجھتے ہیں اور بڑا بزرگ سمجھتے ہیں مگر ہمارا یقین ہے کہ ابراہیم لنکن نے جو امن کی تعلیم پھیلائی تھی۔ وہ براہ راست اس نے محمد رسول اللہؐ سے حاصل کی تھی خود نہیں بنائی تھی) اس امر کے باوجود کہ ہمارے مضمون کو جسے ہم نے کتاب کے ایڈیٹر کی زیر ہدایت تحریر کیا تھا لکھے پندرہ سال ہو گئے ہیں اور کتاب لکھوانے میں مرتب کا منشاء و مقصد سوانح عمری کی تحریر میں مغربی تہذیب میں رنگین قارئین و ناظرین کے مزاج کو مدنظر رکھتے ہوئے انسانیت کی نہج پہ افسانوی رنگ دینا تھا (یعنی ہم نے قصے کے رنگ میں لکھی تھی۔ جس سے یورپ کے لوگ زیادہ فائدہ اٹھا سکیں) یہ امر کبھی ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ہم کسی صورت میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اعلےٰ و ارفع مقام کی بے قدری یا تخفیف کریں۔ اس وجہ سے ان غلط فہمیوں پر جن کا واقعہ ہونا ہمیں بتایا جا رہا ہے ہمیں

نہایت درجہ غم اور افسردگی

ہے۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو کتاب آپ تحریر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس میں ہم آپ کی کامیابی کے لئے دعاگو ہیں۔ اگر آپ ہماری کتاب کا ذکر فرما دیں تو ہم ممنون ہوں گے۔ آپ اپنے ناظرین تک ہمارا یہ پیغام بھی پہنچا دیں کہ ہماری کتاب کے متعلق ناموافق اور مخالف ردعمل پر ہمیں کتنا افسوس ہوا ہے اور کیا آپ یہ بھی انہیں پہنچا دیں گے کہ مذہب اسلام سے دنیا کو جو بڑی نعمت عطا ہوئی ہے۔ اس کی عیب جوئی یا تنقید میں آپ ہمیں تمام دنیا کے لوگوں سے آخری فرد پائیں گے

آپ کے ہی خیرخواہ
ہنری اینڈ ڈانا تھامس

پس دیکھو ان کی ضبطی کا نتیجہ تو جو نہیں کب نکلے گا۔ ہمارے جواب کا نتیجہ خدا نے فوراً نکال دیا اور

کتاب کے چھاپنے والی فرم

کی طرف سے معذرت آ گئی اور نہ صرف معذرت آئی بلکہ یہ بھی آئی کہ اپنی کتاب میں بھی ہماری معذرت چھاپ دیں کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ ہم سب سے آخر میں وہ لوگ ہوں گے۔ جو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق کوئی بات سن سکیں یا برداشت کر سکیں

پس

یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے

کہ اس نے میری ایک حقیر کوشش کو اتنی جلدی کامیابی بخشی۔ سارے ہندوستان کے مسلمانوں اور پاکستان کے مسلمانوں کے شور سے ان کے کانوں پر جوں بھی نہیں رینگی لیکن میرے اس خط کے نتیجہ میں جب ان کو پتہ لگا کہ کتاب لکھی جا رہی ہے تو انہوں نے فوراً معذرت کر دی اور لکھوایا کہ ہماری معذرت کتابوں میں بھی چھاپ دی جائے اور اپنی جماعت کو بتایا جائے کہ ہمارے دل میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم [illegible] ہے، بلکہ ابراہیم لنکن جس کو ہم نبیوں کا مقام دیتے ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ وہ بھی محمد رسول اللہ کا شاگرد تھا اور اس نے جو کچھ سیکھا ہے محمد رسول اللہؐ سے سیکھا ہے۔ ایک بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ

ہمارے دوست پروفیسر ٹلٹاک

جو آئے ہوئے ہیں۔ جرمن قوم کی طرح ان کے دل میں بھی اشتیاق ہے کہ وہ درۂ خیبر اور اس کا ملحقہ علاقہ دیکھیں۔ ہم نے انتظام کیا ہے کہ کوئی دوست ان کو وہاں لے جائے پشاور کی جماعت یہاں بیٹھی ان کو بھی میں پیغام دیتا ہوں کہ وہ جا کر کوئی مناسب انتظام کریں اور جب ان کو اطلاع ملے کہ وہ آ رہے ہیں۔ تو اس وقت ان کے لئے درۂ خیبر کے دیکھنے کا مناسب انتظام کریں کیونکہ جرمن لوگوں میں جنگی قوم ہونے کی وجہ سے پٹھانوں کا ملک دیکھنے کا بڑا شوق ہوتا ہے۔ چنانچہ جب کنزے صاحب مسلمان ہو کر آئے تھے تو وہ بھی کوئی چھ مہینے جا کر پشاور رہے تھے۔ یہ قدرتی اشتیاق ہے ان کے دل پر اثر بھی ہوگا کہ ہمارے بھائی کس طرح اپنے بیرونی بھائیوں کی قدر کرتے ہیں اسلئے

جماعت پشاور

جا کر ان کے دیکھنے کا ترتیب انتظام کرے بلکہ اردگرد ہمارے بعض احمدی بھی ہیں جن کا علاقہ پر اچھا اثر ہے پس ان کے اردگرد جو پٹھان ہیں وہ ان میں تحریک کریں۔ میں جب گیا تھا تو انہوں نے دعوت بھی کی تھی اور پھر ایک شخص تو جس سے ہمارے دوست ڈرتے تھے کہ حملہ نہ کر دے بندوق لے کر ناچنے لگ گیا۔ اور مجھے کہنے لگا کہ میں تو آپ کو چائے پی کر جانے دوں گا۔ میں نے کہا ہمارے پاس وقت نہیں۔ کہنے لگا یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ آپ چلے جائیں اور ہماری ذلت ہو۔ بڑی مصیبت سے اس سے چھٹکارا حاصل کیا تو ان لوگوں میں تحریک کر کے ان کو انٹرڈیوس کر دیں تاکہ ان کی دلجوئی ہو اور ان پر یہ اثر ہو کہ پاکستانی لوگ جرمن مسافروں کے ساتھ ہمدردی اور محبت رکھتے ہیں اور احمدیہ جماعت اپنے

مجلس تجار گول بازار ربوہ

پچھلے دنوں سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت ہماری درخواست پر گول بازار کا معائنہ فرمایا۔ الحمد للہ!

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے بعض نصائح فرمائیں۔ اس کے پیش نظر ہم آپ احباب کو یہ اطلاع دیتے ہیں کہ ہم نے ایک مجلس انتظامیہ قائم کی ہے جس کا نام مجلس تجار گول بازار رکھا گیا ہے مندرجہ ذیل عہدیداران کا انتخاب کیا گیا۔

صدر۔ صدر چوہدری عبدالعزیز واقف زندگی

سیکرٹری۔ ملک سعادت احمد صاحب

خزانچی ۔ رفیع احمد صاحب ۔ناصر

ممبر:۔ قریشی فضل حق صاحب۔ راجہ محبوب خانصاحب۔ محمد احمد صاحب نظام ۔ چوہدری بشیر احمد صاحب۔ یہ مجلس بازار کے کھاتوں کی دیکھ بھال ۔ عوام کی خدمت ۔ اعلےٰ اور ارزاں اشیاء کی فراہمی کی کوشش کرے گی۔ ہم احباب ربوہ سے تعاون کی درخواست کرتے ہیں۔ احباب اپنی آراء اور مفید تجاویز سے ہمیں اطلاع دیں۔

عبدالعزیز واقف زندگی صدر مجلس تجار گول بازار۔ ربوہ

اپنے کام کی اشاعت کرو

سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

"اس زمانہ میں ایک طبقہ ایسا پیدا ہو گیا ہے جو جھوٹ اور افتراء سے تم کو بدنام کرنا چاہتا ہے۔ اب تمہارا بھی فرض ہے کہ تم اور زیادہ جوش سے ملک اور قوم کی خدمت کرو اور اس خدمت کو ظاہر بھی کرو۔ اور دنیا کو بتا دو کہ ہم ملک اور قوم کی خدمت کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ لیکن چونکہ ہمیں مجبور کیا جاتا ہے کہ ہم اپنی خدمات کو ظاہر کریں۔ اس لئے ہم ان کو ظاہر کرتے ہیں۔ ورنہ ہمارے دل اس اظہار پر شرماتے ہیں۔ پس اپنے پروگراموں میں زیادہ سے زیادہ ایسے امور پر غور کرو اور ایسی تجاویز سوچو جن کے نتیجہ میں تم ملک و قوم کی زیادہ سے زیادہ خدمت بجا لاؤ۔"

(مرسلہ دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ) (الفضل ۷ دسمبر ۱۹۵۴ء)

علَم انعامی خدام الاحمدیہ

خدام الاحمدیہ کا علَم انعامی حاصل کرنے کے لئے کچھ معیار مقرر ہیں۔ جن کے مطابق سال کے آخر میں مجالس کے کام کو دیکھا جاتا ہے اور پھر علم حاصل کرنے والی مجلس کے نام کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

بعض مجالس کی طرف سے اس سلسلہ میں کچھ تجاویز موصول ہوئی ہیں۔ جن کے پیش نظر ان معیاروں پر نظر ثانی کرنے کے لئے ایک سب کمیٹی مقرر کی گئی ہے

یہ اعلان جملہ مجالس کی آگاہی کے لئے کیا جاتا ہے کہ اگر اس سلسلہ میں کوئی مجلس یا کوئی رکن اس سلسلہ میں اگر کوئی مناسب اور موزوں تجویز بھجوانا چاہیں تو ۳۱ مارچ ۱۹۵۷ء تک دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں بھجوا دیں۔ تا اس کو بھی زیر غور لا کر مناسب فیصلہ کیا جا سکے۔

نائب معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ

امراء و صدر صاحبان فوری توجہ فرمائیں

سکیم مساجد ممالک بیرون کو عملی جامہ پہنانے کے متعلق بذریعہ سرکلر ۲۲ مورخہ ۷/۲/۵۷ میں جناب امراء و صدر صاحبان کی خدمت میں درخواست کی گئی تھی کہ وہ اپنی مجلس عاملہ و صائب الرائے اصحاب کا فوری اجلاس منعقد کر کے مفصلہ ذیل سوالات زیر غور لائیں اور اپنے اجلاس کی کارگذاری اور تجاویز کی نقل مرکز میں بھجوائیں۔

۱۔ اس ۳ سالہ لائحہ عمل کو عملی جامہ پہنانے میں مقامی طور پر کیا کیا مشکلات ہیں۔

۲۔ ان مشکلات کا حل کیا ہو سکتا ہے اور آپ کی جماعت کے نزدیک اسے کما حقہٗ عملی جامہ پہنانے کی کیا کیا تجاویز ہیں۔

۳۔ بجٹ بنانے کے لئے سرکلر ۱۳ مورخہ ۱۲/۸/۵۶ میں تحریک کی گئی تھی اس پر کس طرح عمل ہو سکتا ہے۔

۴۔ یکم جنوری لغایت ۳۱ دسمبر ۱۹۵۶ء آپ کی جماعت کے احباب کے ذمہ اس سکیم کے تحت کتنی رقم بنتی ہے اور بقایا کب ادا ہو گا۔

مہربانی فرما کر فوری طور پر اپنے اجلاس کی مکمل رپورٹ اور اس کے نتائج سے مرکز کو آگاہ فرمائیں۔

[illegible] وکیل المال ثانی تحریک جدید ربوہ

محکمہ دستکاری

Certificate of competency to

Boiler Engineers.

یہ امتحان دفتر ڈائرکٹر انڈسٹریز ویسٹ پاکستان پونچھ ہاؤس ملتان روڈ لاہور میں ۲۹-۳۰ مارچ اور یکم اپریل ۱۹۵۷ء کو ہو گا۔ روزانہ ۹ بجے شروع ہوا کرے گا۔ درخواستیں بشمول اصل اسناد یا مصدقہ نقول اور فیس داخلہ ۲۰/۳/۵۷ تک بنام

Chairman,

Board of Examining Engineers Lahore.

پہنچنی لازم ہیں۔ فارم درخواست موازی دو آنے میں دفتر مذکور سے لیں۔ فیس داخلہ فرسٹ کلاس دس روپے۔ سیکنڈ آٹھ۔ تھرڈ پانچ۔ مبلغ دو روپے فیس کے ساتھ درخواست ۳۰/۳/۵۷ تک ضروری (پاکستان ٹائمز ۲۸/۲/۵۷)

Apprentice Train Examiners

سہ سالہ کورس۔ وظیفہ سال اول بحساب ۔ دوم ۶۰/- سوم ۷۰/- روپے ماہوار۔ ٹرین ایگزیمینر مقرر ہونے پر تنخواہ ۱۰۰-۵-۱۵۰ گرانی و دیگر الاؤنس علاوہ۔ شرائط:۔ سائنس و الا میٹرک سیکنڈ ڈویژن۔ درخواستیں مجوزہ فارم قیمتی یک روپیہ معرفت دفتر روزگار بنام

General manager (Personnel)

N. W. R. Head quarters

Office, Empress Road Lahore

۷/۳/۵۷ تک پہنچنی لازم (پاکستان ٹائمز ۲/۵۷) ناظر تعلیم ربوہ

دعائے مغفرت

(۱) پریذیڈنٹ صاحب جماعت احمدیہ کرنڈی مکرم عبدالحق صاحب کے بیٹے محمد ادریس صاحب جو تقریباً ۳۱ سال کی عمر کے تھے فوت ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کا جنازہ غائب پڑھا جائے اور دعا کی جائے کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو بلند درجات عطا فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

عبدالمجید قائد خدام الاحمدیہ کرنڈی ضلع خیرپور (سندھ)

(۲) خاکسار کی پوتی انور سلطانہ بعمر پانچ سال دختر عزیز عبدالرحیم مورخہ ۱۹/۲/۵۷ کو بوقت پانچ بجے شام فوت ہو گئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب ہمارے لئے صبر جمیل اور نعم البدل کے لئے دعا فرمائیں

فضل کریم ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر صدر جماعت احمدیہ

اعلان نکاح

محترم سید عبدالحی صاحب پسر سید منظور حسین شاہ صاحب کا نکاح سیدہ زرینہ بیگم صاحبہ بنت سید محمد نذر حسین شاہ صاحب کے ہمراہ مکرم مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری نے بالعوض مبلغ ڈیڑھ ہزار روپیہ حق مہر پر مسجد مبارک میں پڑھا۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے بابرکت کرے۔ آمین

(مینیجر الفضل۔ ربوہ)

حقیقی خدمتِ خلق

سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :-

"میں تمہیں ایک چھوٹا سا طریق بتاتا ہوں۔ اگر تم میں جوش پایا جاتا ہے کہ تم ملک اور قوم کے لئے مفید وجود ہو تو تم اس پر عمل کرو۔

تم یہ ارادہ اور عزم کرو کہ تم میں سے ہر ایک نے اس سال کسی ایک شخص کو تجارت پر لگانا ہے۔ چاہے وہ تمہارے رشتہ داروں میں سے ہو یا کوئی غیر ہو۔ اسی طرح ہر صناع یہ عہد کرے کہ اس نے اس سال کسی نہ کسی شخص کو اپنا کام سکھانا ہے۔ ایک سال میں وہ ماہر کاریگر تو نہیں بن سکتا۔ لیکن اگر وہ کام میں لگ جائے گا تو اگلے سال میں مہارت حاصل کرلے گا۔ لوہار کسی ایک شخص کو لوہار کا کام سکھا دے۔ معمار کسی ایک شخص کو معمار کا کام سکھا دے۔ ترکھان کسی شخص کو ترکھان کا کام سکھا دے۔ موچی ایک شخص کو موچی کا کام سکھا دے اسی طرح دوسرے لوگ اپنے اپنے فن ایک ایک شخص کو سکھا دیں ....

اگر تم اس کام کو شروع کردو تو دو چار سال میں تم دیکھو گے کہ اس طریق پر عمل کر کے تم مذہب ملک اور قوم کے لئے نہایت مفید بن سکتے ہو۔ مگر یاد رکھو تم یہ سوچتے ہی نہ لگ جانا کہ جس کسی کو کام پر لگایا جائے وہ تمہارا رشتہ دار ہی ہو۔ چاہے وہ غیر ہی ہو تم نے بہرحال اسے کام سکھانا ہے۔ دوسرے یہ بھی یاد رکھو کہ بعد میں صلہ کی امید نہ رکھنا۔ احسان کرنے کے بعد اس کے صلہ کی امید رکھنا قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف ہے۔"

(تقریر سالانہ اجتماع ۱۹۵۳ء)

(مرسلہ دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ ربوہ)

قراردادِ تعزیت

مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کی مجلس عاملہ حضرت ڈاکٹر غلام غوث صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ ایک ایک کر کے دنیا سے اٹھتے جا رہے ہیں۔ اور یہ محفل پروانوں سے خالی ہوتی جا رہی ہے۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت ڈاکٹر صاحب کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور عشق و اخلاص کا جو نمونہ انہوں نے اپنی زندگی میں قائم کر کے دکھایا ہے ہمیں بھی اس کی تقلید کی توفیق عطا فرمائے۔

درخواستہائے دعا

(۱) میرے بھائی "ابن علی" نے ملازمت کے لئے بیرون ملک میں درخواست دی ہے۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے مقصد میں جلد کامیاب کرے۔ آمین

سید تقویم احمد منور۔ ابن سید علی احمد صاحب مرحوم (دہلوی) ربوہ

(۲) میرے والد مکرم راجہ غلام حسین صاحب ریٹائرڈ انسپکٹر پنڈی بھٹیاں دہلی وارڈ میو ہسپتال لاہور میں داخل ہیں ان کا پتے کا اپریشن ۲-۳-۵۷ مینگی کو ہوا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین محمد ابراہیم خلیل۔ ربوہ

(۳) محترمہ والدہ صاحبہ سید محمود احمد صاحب آف کراچی کچھ عرصہ سے بعارضہ درد گردہ بیمار ہیں اور لاہور میو ہسپتال میں زیرِ علاج ہیں۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ محترمہ کو صحت کاملہ عطا کرے۔ آمین لطف الرحمٰن۔ ربوہ

(۴) میں اور میرے ایک دوست چوہدری احمد حیات صاحب اپنے محکمانہ امتحان میں شریک ہو رہے ہیں۔ نیز میری ہمشیرہ سعیدہ بیگم ایم۔اے انگلش کا امتحان دے رہی ہیں۔ جملہ بزرگان کرام سے نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

نذیر احمد سی ایم اے آفس لاہور چھاؤنی

(۵) میرے بھائی ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحب چک ۲۵ ج۔ب ضلع لائلپور کی صحت بہت کمزور ہے۔ پیشاب میں شکر آتی ہے۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین حکیم عبدالرحمٰن۔ ربوہ

(۶) خاکسار کے لڑکے محمد منظور کو کتے نے کاٹا ہے جس کی وجہ سے ٹانگ میں بہت تکلیف ہے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے شفائے کاملہ عطا کرے۔ آمین نیز خاکسار کی صحت کیلئے بھی دعا فرمائیں۔ خواجہ غلام احمد گرمولا ورکاں۔ گوجرانوالہ

(۷) میرے ماموں زاد بھائی نورالدین صاحب عرصہ چار پانچ ماہ سے شکم اور جسم میں درد و بخار کی وجہ سے بیمار ہیں احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جلد صحت عطا فرمائے۔ آمین محمد طفیل عابد کارکن دفتر وصیت۔ ربوہ

ہمارا کام

سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :-

"ہماری جماعت کو نیکی، تقویٰ۔ عبادت گذاری۔ دیانت راستی اور عدل و انصاف میں ایسی ترقی کرنی چاہیئے کہ نہ صرف اپنے بلکہ غیر بھی اس کا اعتراف کریں۔ اس غرض کو پورا کرنے کے لئے میں نے خدام الاحمدیہ۔ انصار اللہ اور لجنہ اماءاللہ کی تحریکات جاری کی ہیں ..... ان سب کا یہ کام ہے کہ نہ صرف اپنی ذات میں نیکی قائم کریں بلکہ دوسروں میں بھی پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔" (الفضل ۲۱ فروری ۱۹۴۳ء)

(مرسلہ دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ ربوہ)

(۸) خاکسار کی والدہ محترمہ ایک لمبے عرصہ سے دماغی عارضہ میں مبتلا چلی آ رہی ہیں اب مرض میں شدت پیدا ہو گئی ہے احباب کرام سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنا خاص فضل فرمائے اور والدہ محترمہ کو شفا عطا فرمائے۔ آمین

عبدالکریم خان شاہد محلہ گڑھی مرالی سیالکوٹ

(۹) میرا لڑکا عبدالعزیز ایک کیس میں گرفتار ہے۔ میں سخت پریشان ہوں۔ اس کے لئے جماعت کے بزرگ دردِ دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو باعزت بری کرے۔ آمین۔ غلام بی بی والدہ عبدالعزیز بیکوال ضلع راولپنڈی

(۱۰) میرے چچا محترم فضل الٰہی صاحب عرصہ سے بعارضہ بلڈ پریشر و دیگر عوارض سخت بیمار ہیں احباب دعا ئے صحت فرمائیں۔ نیز میرے چچا زاد بھائی حمید اللہ صاحب کے مقدمہ میں باعزت بریت کے لئے دعا کی درخواست ہے حفیظ الرحمٰن فرٹیلائزر ڈسٹرکٹ ڈاکٹ لائلپور

(۱۱) بندہ نے محکمانہ اکوٹنس کا امتحان دیا ہوا ہے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ میری نمایاں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں مقبول احمد بھٹی۔ جہلم

(۱۲) دخترم بیگم محمود احمد خان احمدی بعارضہ بخار علیل ہیں باوجود باقاعدہ علاج کے کچھ افاقہ نہیں ہوا۔ احباب کرام ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرما کر عنداللہ ماجور ہوں

• عزیزم ایم۔اے خان بغیر ممالک گئے ہیں دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہو اور وہ کامیاب و کامران واپس آئیں۔ عبدالغفور خان احمدی

ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر۔ کراچی

(۱۳) خاکسار بیکاری کی وجہ سے پریشان ہے بزرگان سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری مشکلات دور فرمائے اور روزگار عطا فرمائے آمین

ثناء اللہ زرگر محلہ دارالرحمت۔ ربوہ

(۱۴) میرے والد بزرگوار عرصہ سے علیل ہیں قارئین کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جلد صحت کاملہ و عاجلہ عطا کرے۔ آمین مسعود احمد سٹھیالوی۔ دھاروالی ضلع شیخوپورہ

(۱۵) میرا بھائی نیاز احمد عارف پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ پنڈ ہگوال ضلع راولپنڈی بیمار ہیں۔ نیز میری اہلیہ بھی عرصہ چار ماہ سے بیمار چلی آ رہی ہیں۔ اہالیان ربوہ و دیگر بزرگان سلسلہ سے درخواست ہے کہ ہر دو کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔ یار محمد خادم محرر ہیومپسپل کمیٹی۔ ربوہ

(۱۶) میرے ماموں چوہدری غلام حیدر صاحب دھرگ میانہ ضلع سیالکوٹ کی لڑکی تقریباً دو ماہ سے بیمار چلی آ رہی ہیں۔ بزرگان سلسلہ و درویشان قادیان کی خدمت میں درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوفہ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

غلام احمد ماحرہ نظارت اصلاح و ارشاد۔ ربوہ

ولادت

اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے دوست ملک غلام مصطفیٰ صاحب سعید احمدی ملازم ایجوکیشن سیکرٹریٹ لاہور کے ہاں مورخہ ۲۳-۲-۵۷ کو پہلا لڑکا تولد ہوا ہے۔ احباب نومولود کی درازیٔ عمر اور خادمِ دین بننے کے لئے دعا فرمائیں۔

منصور احمد ظفر سیکرٹری تعلیم جماعت احمدیہ ڈیرہ غازیخان

آنریبل وزیر تعلیم حکومتِ مغربی پاکستان کا خطبہ اسناد

(بقیہ صفحہ اول)

اور پھر قوتِ عمل سے صحیح اور مناسب رنگ میں استفادہ کریں۔ صحیح فکر اور صحیح عمل کے باہمی امتزاج اور اتصال کا نام ہی آزادی ہے۔

مشکلات پر قابو پانے کا طریق

محترم وزیر تعلیم نے آزادی کا مفہوم واضح کرنے اور اس کے تحت عائد ہونے والی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلانے کے بعد فرمایا آج ہم جن مشکلات میں سے گذر رہے ہیں وہ مشکلات آزادی کے اس حقیقی مفہوم کو سمجھنے اور اپنی زندگیوں میں اس کے شایان شان انقلاب پیدا کرنے سے ہی حل ہو سکتی ہیں۔ حصول آزادی کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ ہمیں ایسا موقعہ اور ماحول میسر آگیا ہے کہ جس میں ہم اپنی قوتِ فکر اور قوتِ عمل سے صحیح رنگ میں کام لے کر اپنے مخصوص نظریات اور عقائد پر آزادی کے ساتھ عمل پیرا ہو سکتے ہیں۔ اور دنیا کو دکھا سکتے ہیں کہ زندگی کے متعلق ہمارے اصول اور ہمارے نظریات ایک ایسے لائحہ عمل کا درجہ رکھتے ہیں کہ جس کو اپنا کر ہم ہی نہیں دوسرے لوگ بھی بہترین انسان بن سکتے ہیں۔ پس اس نظریہ کے مطابق تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد جبکہ آپ لوگ زندگی کی تگ و دو میں داخل ہو رہے ہیں۔ آپ نے اپنی صلاحیتوں کو اس رنگ میں ترقی دینا ہے اور انہیں اس طور پر کام میں لانا ہے کہ آپ صحیح معنوں میں ایک آزاد قوم اور ایک آزاد ملک کے نوجوان بن سکیں اور آزادی کے تمام تقاضوں کو باحسن وجوہ پورا کر سکیں۔ یاد رکھیئے تحقیق کے کام کے لئے پہلے فکر و تدبر کی ضرورت ہوتی ہے اور پھر عمل کی منزل آتی ہے غلط فکر کا نتیجہ مہلک ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کے نتیجے میں صحیح عمل کی توفیق نہیں ملتی۔ مجھے توقع ہے کہ اس ادارے سے فارغ التحصیل ہونے والے نوجوانوں میں صحیح فکر اور صحیح عمل کی صلاحیتیں لازمی طور پر موجود ہیں اور وہ اُن ذمہ داریوں کو کماحقہ ادا کر سکتے ہیں۔ جو حصول آزادی کے بعد ان پر عائد ہوتی ہیں۔

قوموں کا دستورِ زندگی

خطاب جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ جب پاکستان معرض وجود میں آیا تھا تو ہمارے دلوں ہمارے جذبات و احساسات اور ہمارے تصورات وہی تھے جو ایک مسلمان کے ہونے چاہئیں۔ لیکن بدقسمتی سے بعد میں ہم کچھ اسفل قسم کے میلانات کی طرف جھک گئے اور ایسے امور کی طرف راغب ہو گئے جو آزادی کے شایان شان نہ تھے اعتقاد کی کمی اور ارادے کی خامی رنگ لائی اور ماحول وہ ماحول نہیں رہا جس کی ہمیں توقع تھی۔ ہم عدم فکر کے عادی ہو گئے۔ اس مشکل کو حل کرنا از حد ضروری ہے کیونکہ جو قومیں عدم فکر کی عادی ہو جاتی ہیں۔ انہیں آسانی سے گمراہ کیا جا سکتا ہے۔ اور جن قوموں کو آسانی سے گمراہ کیا جا سکے۔ ان کا مستقبل تاریک ہو جاتا ہے۔ وہی قومیں کامیاب ہوتی ہیں۔ جو صحیح فکر اور صحیح عمل کی قوت سے بہرہ مند ہوں دنیا میں قوموں کا یہی دستور زندگی ہے پس ہمیں ہر مسئلہ کو ایک آزاد قوم کی حیثیت سے اسی طرح حل کرنا ہے۔ جس طرح طلباء علم ہندسہ کے سوالات حل کیا کرتے ہیں اور جب تک وہ مسئلہ حل نہ ہو اس کا صحیح حل تلاش کرنا ہے۔ اور جب صحیح حل معلوم ہو جائے تو پھر بے دریغ اس پر عمل کرنا ہے

معاشی پہلو اور اس کا حل

اس امر کو واضح کرنے کے لئے کہ صحیح فکر اور صحیح عمل کے نتیجے میں مشکلات پر کس طرح قابو پایا جا سکتا ہے۔ آنریبل سردار عبدالحمید دستی نے معاشی پہلو پر بھی روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا مثال کے طور پر میں معاشی پہلو کو لیتا ہوں۔ زندگی میں ترقی کے لئے ضروری ہے کہ انسان محنت کر کے روزی کمائے اور ایسے حالات پیدا نہ ہونے دے کہ اس کا وجود دوسروں کے لئے بوجھ بنا رہے۔ قومی زندگی کا یہ ایک بنیادی اصول ہے۔ لیکن اس اصول کی پوری اہمیت اور شان ہمارے نوجوانوں پر ابھی ظاہر نہیں ہوئی ہے بہت سے ایسے نوجوان ہیں۔ جو تعلیم کے دوران میں ہی نہیں بلکہ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد بھی والدین یا دوسروں پر بوجھ بن کر پڑے رہنے کو عار یا بے غیرتی نہیں سمجھتے۔ حالانکہ زندہ قوموں کا یہ دستور ہے کہ ان کے افراد کسب حلال کے سلسلے میں کسی کام کو بھی عار نہیں سمجھتے۔ برخلاف اس کے یہ بات ان کے لئے عار کا موجب ہوتی ہے کہ وہ دوسروں کے لئے بوجھ بنے رہیں زمانہ تعلیم میں آپ نے بڑے بڑے لوگوں کی سوانح عمریاں پڑھی ہوں گی۔ ان میں سے اکثر ایسے تھے جنہوں نے نہایت چھوٹی حالت سے آغاز کیا برتن مانجے یا اخبار وغیرہ بیچے

میں ترقی کی چھوٹے چھوٹے کام سرانجام دیتے رہے۔ انہوں نے کوئی عار محسوس نہیں کی۔ پس قوم کے معاشی پہلو کے سلسلے میں اس چھوٹی سی بات پر غور کیجئے اور سوچئے کہ چھوٹے چھوٹے کاموں کو عار سمجھنے اور اس طرح دوسروں پر بوجھ بنے رہنے سے کیسے خطرناک نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ کوئی چھوٹے سے چھوٹا کام بھی برا نہیں ہے بشرطیکہ ترقی کی خواہش اور امنگ اس کے لئے جدوجہد جاری رکھنے کے جذبے میں فرق نہ آئے۔ اگر ہمارے نوجوان اس بات کی اہمیت کو سمجھ لیں تو ہمارے بہت سے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

صحیح رائے عامہ

خطاب جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ ایک بڑا مسئلہ ہمارے سامنے یہ ہے۔ کہ ملک میں ابھی صحیح رائے عامہ پیدا نہیں ہو سکی۔ صحیح فکر کے ساتھ اس کا بھی صحیح حل تلاش کرنا اور پھر اس پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔ ہم یہ دعویٰ لیکر اٹھے تھے۔ کہ ایک صحیح مسلمان ہی دنیا کا بہترین انسان ہے۔ لیکن ہم نے اپنے عمل سے اس کو پورا کر کے نہیں دکھایا۔ ہم نے اپنے عمل سے اس کا جو مظاہرہ کیا ہے۔ وہ دوسروں کے لئے رغبت پیدا کرنے والا نہیں ہے۔ دوسرے لوگ کتابیں پڑھ کر اسلام کے متعلق کوئی رائے قائم نہیں کریں گے۔ دوسروں نے اسلام کی عظمت کا اندازہ ہمارے کردار سے لگانا ہے۔ اگر ہمارا کردار اسلام کے مطابق نہیں ہے۔ تو دوسرے لوگ ہمارے متعلق ہی نہیں بلکہ اسلام کے متعلق بھی کوئی اچھی رائے قائم نہیں کریں گے دوسرے لفظوں میں ہمارا برا کردار نہ صرف ہماری زندگیوں کے لئے تباہی کا موجب ہوگا بلکہ دین کے لئے بھی بدنامی کا موجب ہوگا۔ پس اگر ہم چاہتے ہیں کہ ملک میں صحیح رائے عامہ قائم ہو تو ضروری ہے کہ ہم پہلے اپنے اس دعوے کو ثابت کریں کہ فی الحقیقت ایک صحیح مسلمان ہی دنیا کا بہترین انسان ہے۔ جب عملاً یہ صورت پیدا ہو جائے گی تو رائے عامہ کا صحیح ہونا لازمی امر ہے۔

پس میں ان نوجوانوں کو جو فارغ التحصیل ہو کر زندگی کی دوڑ میں داخل ہو رہے ہیں مبارکباد دیتے ہوئے یہی کہتا ہوں کہ قوم کی نگاہیں تمہاری آئندہ زندگی کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ مجھے توقع ہے کہ تم صحیح فکر اور صحیح عمل کے اوصاف سے متصف ہو کر ان توقعات کو پورا کرنے والے ثابت ہو گے جو ابھی تک پوری نہیں ہو سکی ہیں۔

تقسیم اسناد و انعامات کی تقریب

(بقیہ صفحہ اول)

اس کے بعد محترم پرنسپل صاحب نے امیدوار پیش کرنے کے لئے کہا۔ چنانچہ مکرم پروفیسر میاں عطاء الرحمٰن صاحب نے پہلے بی۔ ایس سی اور پھر بی۔اے کے طلباء کو باری باری ان کی خدمت میں پیش کیا۔ اور ان سے درخواست کی۔ کہ چونکہ امتحان کے بعد انہیں اس بات کا مستحق سمجھا گیا ہے۔ کہ انہیں باقاعدہ سند دی جائے۔ اس لئے محترم پرنسپل صاحب انہیں سند عطا فرمائیں۔ چنانچہ پرنسپل صاحب نے پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے مفوضہ اختیارات کی بناء پر انہیں سند عطا کی۔ نیز فرمایا میں تصدیق کے طور پر آپ کو یہ دستاویز دیتا ہوں۔ اور آپ کو جامہ فضیلت پہننے کی بھی اجازت دیتا ہوں۔ جو اس کی علامت ہے۔ جب تمام طلباء باری باری سند حاصل کر چکے۔ تو محترم پرنسپل صاحب نے وزیر تعلیم آنریبل سردار عبدالحمید صاحب دستی سے درخواست کی۔ کہ وہ اپنا خطبہ ارشاد فرمائیں۔ (آپ کے خطبہ کا خلاصہ صفحہ اول پر دوسری جگہ ملاحظہ فرمائیں) آپ کے خطبہ اسناد کے بعد مکرم پروفیسر میاں عطاء الرحمٰن صاحب کی درخواست پر محترم پرنسپل صاحب نے جلسۂ تقسیم اسناد کے اختتام کا اعلان فرمایا بعدہٗ محترم وزیر تعلیم کی صدارت میں جلسۂ تقسیم انعامات کی کارروائی شروع ہوئی۔ (اس کا مفصل حال کل کے الفضل میں ملاحظہ فرمائیں)